

## مکاتیب

(۱)

بخدمت محترم مولانا زاہد الراشدی، تمنغہ امتیاز

بعد از سلام مسنون، فقیر کا نام بھی مبارک باد دینے والوں میں شامل کیجیے۔ دعا ہے کہ مبارک ہی رہے۔  
ایوارڈ کی خبر عزیزم جعفر نے مجھے روزنامہ اسلام کا ادارہ یہ بھیج کر دی۔ اور اس سے ایک ایسی بات معلوم ہوئی کہ ذرا سا فکر میں ڈال گئی۔ اور وہ تھی مرحوم اوج صاحب کے بارے میں آپ کے خیالات۔ میں موصوف سے نام کو بھی واقف نہ تھا۔ ان سے اولین واقفیت ان کے ایک مضمون نے کرائی جو معارف اعظم گڈھ میں نکلا تھا اور دو ماہ ہوئے، میرے دوست ڈاکٹر سید سلمان ندوی نے اس کی نقل مجھے بھیجی۔ مضمون اسلام میں باندیوں (ہا ملکت ایمانکم) کے مسئلہ سے متعلق تھا اور سلمان صاحب نے مجھے یہ بھیج کر یہ چاہا تھا کہ میں جو اس سے مختلف رائے رکھتا ہوں جس کا علم بھی انھیں معارف ہی سے ہوا تھا، اس پر از سر نو غور کروں۔ میں نے یہ مضمون پڑھ کر ڈاکٹر سلمان صاحب کو جو جواب لکھا، آپ کی تحریر مجھے اس کے بارے میں پریشانی میں ڈال گئی۔ میرے جواب کی رو سے اوج صاحب قابل توجہ ہی نہ تھے جبکہ آپ کی تحریر سے پتہ چلا کہ وہ تو بڑی ذی علم ہستی تھی۔ میں ممنون ہوں گا اگر آپ ذرا وقت نکال کر یہاں اٹیچ کردہ میرا خط پڑھ لیں اور میں نے جس بنیاد پر مرحوم کے خیالات کو رد کیا، اس کے بارے میں بے تکلف بتائیں کہ کیا میں اس میں غلطی کا مرتکب ہوا ہوں۔ ڈاکٹر سلمان صاحب نے اختلاف کیا نہیں، دے لے لے لے میں مان ہی لیا۔ امید ہے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے گا۔

والسلام

نیاز مند، عتیق سنبھلی

(لندن)

(۲)

لندن ۲۴ اگست ۲۰۱۴ء

بخدمت سید والا جاہ مجیب مکرم مولانا ڈاکٹر سید سلمان ندوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ،

میرا ای میل عریض مل گیا ہوگا۔ تو جناب وہ آپ کا مرسلہ مضمون ملا اور پڑھا گیا۔ آپ نے اس کے ساتھ یہ لکھ کر کہ آپ خود بھی اسی طرح سوچتے ہیں، مجھے مشکل میں ڈال دیا کہ اس مضمون کے بارے میں اپنا تاثر کیسے ظاہر کروں اور نہیں تو کیسے نہ کروں۔ بہر حال عذابِ ثواب آپ کے سر۔ مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ ان پروفیسر صاحب نے ایک ایسی وادی میں قدم رکھ دیا ہے جس کی اہلیت نہیں بہم پہنچائی تھی۔ اس کی صرف ایک مثال کافی سمجھتا ہوں۔ وہ ہے موصوف کا ”ما ملکات ایمانکم“ میں صینۃ ماضی سے اس دعوے پر استدلال کہ یہ ان باندیوں سے متعلق حکم ہے جو ماقبل اسلام سے چلی آ رہی تھیں، ورنہ اسلامی جنگوں کے قیدیوں کو بھی اگر غلام باندی بنا کر رکھنا جائز ہوتا اور مسئلہ کا تعلق ان سے بھی ہوتا تو ماضی کے بجائے مضارع کا صیغہ لایا گیا ہوتا۔ مجھے لگتا ہے کہ آپ نے مضمون کو غور سے نہیں دیکھا، ورنہ یہ استدلال تو قرآن کی زبان سے بالکل بے خبری کا نتیجہ ہے۔ یہ اگر صحیح ہو تو جو لوگ قرآن نازل ہونے پر ایمان لائے، ماضی سے نہیں لائے ہوئے تھے، وہ تو قرآن کی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَذٰلِیْكَ فِیْ اَنْوَاعٍ مِّنْ اَعْمَالٍ مِّنْ اَعْمَالِ الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْمَالُهُمْ حَسْبًا لِّهٖمْ فَهُمْ فِيْهَا لَا یَسْتَوُوْنَ۔ وہ تو قرآن تو مستقبل میں حشر و نشر اور جنت و دوزخ تک کے واقعات اور معاملات کے لیے ماضی کے صیغے استعمال کرتا ہے۔

سلمان صاحب! مجھے اگر یہ نہ معلوم ہوتا کہ ارباب معارف بھی اسی طرح سوچتے ہیں تو میں کہتا کہ کیا معارف کا معیار اب یہ ہو گیا ہے کہ ایسے مضامین اس میں جگہ پائیں؟

یہ تو ہوئی پروفیسر صاحب سے متعلق گزارش۔ اب اجازت ہو تو آپ سے ایک سوال کی سورہ مؤمنون کی آیت (۵) صریح طور پر قابلِ تمتع عورتوں کی دو کبیئہ یز قائم کی گئی ہیں۔ اِلَّا عَلٰی اٰزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْبٌ مَّلُومِیْنَ آپ اس دوئی کو کس دلیل سے کالعدم کریں گے؟

والسلام

گستاخ نیاز مند، عتیق

(۳)

باسمہ سبحانہ

محترمی حضرت مولانا عتیق الرحمن سنبھلی صاحب زیدت مکارمکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مبارک باد کا شکر یہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے خیر کا ذریعہ بنا دیں۔ آمین

ڈاکٹر تکلیل اوج مرحوم کے بارے میں ڈاکٹر سلمان ندوی صاحب کے نام آپ کا گرامی نامہ پڑھا۔ مجھے آیت کریمہ کے مصداق کے حوالے سے آپ کے موقف سے کلی اتفاق ہے اور میرا موقف بھی یہی ہے جس کا متعدد بار اظہار کر چکا ہوں، بلکہ کسی بھی قرآنی حکم پر جمہور اہل علم کے اجتماعی موقف سے انحراف کو درست نہیں سمجھتا۔

ڈاکٹر شکیل اوج صاحب کا تعلق بریلوی مکتب فکر سے تھا اور وہ یونیورسٹی کے ماحول میں کام کرنے والے ان حضرات میں سے تھے جو مطالعہ و تحقیق کا ذوق رکھتے ہیں اور اپنے ماحول کے مخصوص دائرہ سے باہر نکل کر کھلی فضا میں بھی افادہ و استفادہ کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ میری کمزوری یہ ہے کہ میں ایسے لوگوں کو غنیمت سمجھتا ہوں اور ان کی اس قسم کی فکری بے راہ روی پر گمراہی کا فتویٰ دینے کی بجائے افہام و تفہیم کے ذریعے رجوع کی طرف توجہ دلانے کو ترجیح دیتا ہوں جس پر بعض مفتیان کرام کے غیظ و غضب کا نشانہ بھی بنتا رہتا ہوں۔

میں نے ڈاکٹر صاحب مرحوم کے افکار کی تائید نہیں کی بلکہ ان کے مطالعہ و تحقیق کے ذوق اور قدرے کھلے ماحول میں بحث و مباحثہ کی سرگرمیوں کا ذکر کیا ہے، بالخصوص اس پس منظر میں کہ اس قسم کے ذوق اور محنت پر ”واجب القتل“ ہونے کے فتوؤں کی بجائے افہام و تفہیم کا راستہ ہی میرے نزدیک صحیح راستہ ہے۔ اس لیے میری گذارشات کو اسی تناظر میں دیکھنا چاہیے۔

امید ہے کہ دعاؤں اور شفقتوں میں آئندہ بھی یاد رکھیں گے۔ شکر یہ

والسلام

راشدی

۱۰ اکتوبر ۲۰۱۴ء

## افکار شگفتہ

چند علمی و فکری مباحث

مصنف: ڈاکٹر محمد شکیل اوج

○ حروف مقطعات اور ان کے معارف ○ ائمہ مجتہدین کے اختلافات اور ان کی نوعیت ○ حنفی اصول الفقہ ○ اعضاء کی پیوند کاری کا جواز ○ کیا عصر حاضر میں خلافت راشدہ کا قیام ممکن ہے؟ ○ سیاسی، مذہبی اور روحانی ملوکیتیں ○ رویت ہلال میں سائنسی علوم کا کردار ○ خلع میں قاضی یا حاکم عدالت کا اختیار ○ پاکستان میں اقلیتوں کا مستقبل..... محفوظ یا غیر محفوظ

[ صفحات: ۲۸۷ - قیمت: ۳۰۰ روپے ]

( مکتبہ امام اہل سنت پر دستیاب ہے )